www.KitaboSunnat.com

جرم و سزا کے بعض قوانین میں اصلاح کی ضرورت

کراچی کے ایک رہائشی ملک محمد عثمان نے حدود آرڈیننس کی پانچ دفعات کو بدلنے کے لیے پانچ رِٹیں (درخواستیں) وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی تھیں۔ شرعی عدالت نے اپنے طریق کار کے مطابق بعض علمائے کرام سے مذکورہ درخواستوں پر ان کی رائے طلب کی۔ راقم (حافظ صلاح الدین یوسف) کو بھی شرعی عدالت کا مشیر ہونے کے ناطے ان سوالات پر اپنا موقف پیش کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ عدالتِ مذکور میں بذاتِ خود پیش ہو کر اپنی معروضات پیش کیں جو بالاختصار حسبِ ذیل ہیں:

۱) سزائے قید کا مسئلہ

ملک محمد عثمان صاحب کی پانچ درخواستیں فاضل عدالت میں زیر سماعت ہیں، ان درخواستوں میں قدرِ مشترک کے طور پر ایک بات کو بطور خاص دہرا گیا ہے کہ قید کی سزا، قرآنِ کریم کی رُو سے، صرف جنگی مجرموں یا پھر فاحشہ عورتوں کو گھروں میں بند رکھ کر دی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور ملزم و مجرم کے لیے قید کی سزا ثابت نہیں ہے۔

درخواست گزار کا یہ موقف شرعاً صحیح نہیں ہے۔ جنگی قیدیوں کا ذکر قرآنِ مجید میں ایک امر واقعہ کے طور پر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی اور کو یہ سزا نہیں دی جاسکتی، یا کسی اور جرم میں سزائے قید قرآنِ کریم کے خلاف ہے۔ نبی ﷺ نے بعض جرائم پر بھی حَبس (قید) کی سزا دی ہے۔ جیسے ایک شخص نے جھوٹی گواہی دی تو آپ ﷺ نے اسے قید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا: أن النبي ﷺ حبس رجلاً في تهمة[1]

ایک اور حدیث سنن ابو داؤد ہی میں ہے، اس پر باب کا عنوان ہی یہ ہے:

باب في الدَّين هل يُحبس؟

اس بات کا بیان کہ کیا قرض (کی عدم ادائیگی) پر قید کیا جا سکتا ہے؟

امام ابو داؤد اس باب میں مذکورہ حدیث کے علاوہ ذیل کی حدیث بھی لائے ہیں:

لَيُّ الْوَاجد يحلّ عرضه وعقوبته. قال ابن المبارك: يحل عرضه: يغلظ له. وعقوبته: يحبس له[2]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا حلال کر دیتا ہے اس کی عزت اور اس کی سزا کو۔ امام ابن مبارک نے فرمایا: "عزت کو حلال کر دیتا ہے، کا مطلب ہے، اس کو سخت باتیں کہی جا سکتی ہیں جس سے اس کی بے عزتی ہو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے، کا مطلب ہے، اسکو سزائے قید دی جا سکتی ہے۔"

اسی باب میں ایک اور حدیث بھی ہے، اس سے بھی شارحین نے سزائے قید ہی کا مفہوم لیا ہے۔[3]

اسی طرح درخواست گزار کا یہ کہنا کہ سورۂ نساء کی آیت سے صرف فاحشہ عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے کا ثبوت ملتا ہے، ان کے علاوہ دوسروں کو سزائے قید نہیں دی جا سکتی، صحیح نہیں ہے۔ یہ اسلام میں فاحشہ عورتوں کے لیے ابتدائی سزا تھی جو زنا کی سزا مقرر ہونے کے بعد منسوخ ہوگئی۔ اب زنا کی سزا، مرد ہو یا عورت، شادی شدہ کے لئے رجم اور کنواروں کے لیے سو کوڑے ہیں۔ اس لیے اس آیت سے بھی استدلال غیر صحیح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں اگرچہ باقاعدہ جیل خانہ نہیں تھا لیکن آپؐ نے سزائے حبس (قید) دی ہے۔ باقاعدہ جیل خانے حضرت عمرؓ کے دور میں بنے ہیں۔ علامہ شبلی

۱ سنن ابو داؤد: رقم الحدیث ۳۶۳۰

۲ سنن ابو داود: ۳۶۲۸

۳ عون المعبود: ۳/۳۵۰ ... طبع قدیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمانی لکھتے ہیں:

"اس صیغے میں حضرت عمرؓ کی ایجاد یہ ہے کہ جیل خانے بنوائے، ان سے پہلے عرب میں جیل خانے کا نام و نشان نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سزائیں سخت دی جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اوّل مکہ معظّمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدا اور اس کو جیل خانہ بنا دیا، پھر اور اضلاع میں بھی جیل خانے بنوائے... اس وقت تک صرف مجرم قید خانے میں رکھے جاتے تھے اور جیل خانے میں بھجوائے جاتے تھے۔ جیل خانہ تعمیر ہونے کے بعد بعض سزاؤں میں تبدیلی ہوئی، مثلاً محجن ثقفی بار بار شراب پینے کے جرم میں ماخوذ ہوا تو بالآخر حضرت عمرؓ نے اُسے حد کی بجائے قید کی سزا دی۔"[1]

اگر قید کی سزا قرآن کے خلاف ہوتی جیسا کہ درخواست گزار کا موقف معلوم ہوتا ہے تو یہ سزا نہ نبی مکرّم ﷺ دیتے اور نہ سیدنا عمرؓ فاروق جیل خانے بنواتے اور نہ لوگوں کو سزائے قید دیتے۔

۲) قصاص کی سزا

البتہ درخواست گزار کا یہ موقف صحیح معلوم ہوتا ہے کہ کریمنل لاء ترمیمی آرڈیننس مجریہ ۱۹۹۱ء کی شق ۳۰۲ کی ذیلی شقوق B اور C کی بجائے یہ ترمیم ہو کہ قتل عمد کی معافی کی صورت میں دیت کی ادائیگی معروف طریقے سے ہو یا اگر دیت بھی معاف کر دی جائے تو ہر دو صورت میں قاتل کے لیے سزائے قید کا جواز باقی نہیں رہتا۔ باقی رہی آخرت کی سزا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

۳) قتل خطا کی سزا

اسی آرڈیننس میں قتل خطا (بصورتِ خطرناک ڈرائیونگ) کی سزا دیت کے علاوہ دس سال

۱ 'الفاروق' از علامہ شبلی نعمانی: ص ۳۴۶، ۳۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک قید کی سزا بھی دی جاسکتی ہے، یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم کی رُو سے قتل خطا کی سزا دیت کے علاوہ ایک گردن (غلام، لونڈی) آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو مہینے کے متواتر (بلاناغہ) روزے رکھنا ہے۔ اس کے بجائے دس سال تک کی قید قابل اصلاح بلکہ قابل حذف ہے۔ اس سلسلے میں درخواست گزار کا موقف صحیح ہے۔

۴) فتنہ وفساد کی سزا

پاکستان پینل کوڈ میں ترمیم شدہ شق ۴۲۶ کے مطابق فتنہ وفساد کی سزا تین ماہ تک قید یا جرمانہ یا دونوں مقرر کی گئی ہیں۔ فتنہ وفساد کی تعریف میں: کسی فرد، پبلک، یا جائداد کو نقصان پہنچانا یا اس کی قیمت کو کم کرنا یا مالک جائداد کو زخمی کرنا بمطابق دفعہ ۴۲۵ شامل ہیں۔

اس کے متعلق درخواست گزار کا موقف یہ ہے کہ یہ سزا سورۃ المائدۃ کی آیت ۳۴ کے خلاف ہے، اس لیے اس سزا کو بھی آیت مذکورہ کے مطابق کیا جائے۔ لیکن درخواست گزار کا یہ موقف درست نہیں۔ اس لیے کہ مذکورہ آیت میں محاربہ کی سزا بیان کی گئی ہے نہ کہ عام فتنہ وفساد کی، جس کی متعین تعریف بھی آرڈیننس میں کردی گئی ہے۔

محاربہ کیا ہے جس کی سزا مذکورہ آیت میں بیان کی گئی ہے؟

محاربہ کا مطلب ہے: کسی منظّم اور مسلح جتھے کا (چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر) اسلامی حکومت کے علاقے میں یا اس کے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملہ کرنا، قتل وغارت گری کرنا، سلب ونہب، اغوا وآبروریزی کرنا وغیرہ۔ اس کی جو چار سزائیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ قتل کردیئے جائیں، یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا اُنہیں جلاوطن کردیا جائے۔ امام (خلیفہ وقت، قاضی یا حاکم مجاز) کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو سزا مناسب سمجھے، دے دے۔

ظاہر بات ہے کہ یہ محاربہ اس فتنہ وفساد سے یکسر مختلف ہے جس کا ذکر اور اس کی سزا آرڈیننس میں ہے۔ اس محاربہ کی سزا کو محولہ فتنہ وفساد کا مصداق قرار دے کر محاربہ والی سزا کا اس پر اطلاق کرنا غیر صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مذکورہ شق اور اس میں بیان کردہ سزا کی تبدیلی کا مطالبہ درست نہیں ہے۔

۵) جھوٹی گواہی کی سزا

درخواست گزار کا یہ موقف بھی درست نہیں کہ جھوٹی گواہی کی جو سزا مذکورہ آرڈیننس میں ہے، اس کو تبدیل کر کے قذف والی سزا (۸۰ کوڑے) مقرر کی جائے، اس لیے کہ قذف (کسی پر زناکاری کی تہمت لگانا) ایک ایسی حد ہے جو قرآن کی سورۂ نور میں مذکور ہے جب کہ جھوٹی گواہی کی کوئی متعین سزا، باوجود نہایت شناعت وقباحت کے، قرآن وحدیث میں نہیں بتلائی گئی۔ بنابریں جھوٹی گواہی کی تعزیری سزا کو منصوص حد پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔ منصوص حد کا مطلب: اللہ کی بتلائی اور مقرر کی ہوئی سزا ہے جبکہ تعزیری سزا کا مطلب ہے: حالات وواقعات کے مطابق قاضی یا حاکم مجاز کی تجویز کردہ سزا۔ یہ دونوں سزائیں ایک کس طرح ہو سکتی ہیں؟ یا ایک کو دوسرے کے ساتھ کس طرح ملایا جاسکتا ہے؟

۶) چوری کی سزا

مذکورہ آرڈیننس میں چور کی سزا یہ قرار دی گئی ہے کہ اسے تین سال تک قید کی سزا، یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں جبکہ چور کی چوری ثابت ہو جائے اور وہ ملزم سے مجرم بن جائے۔

اس کی بابت درخواست گزار کا یہ موقف کہ یہ سزا قرآن کریم کی آیت: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، چور چاہے مرد ہو یا عورت) کے خلاف ہے، بالکل صحیح ہے۔ مذکورہ آرڈیننس میں چور کی سزا کو بدل کر ہاتھ کاٹنا کیا جائے، تاکہ یہ سزا قرآنِ کریم کے مطابق ہو جائے۔

(حافظ صلاح الدین یوسف)

مشیر وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ